

HABIBIA ISLAMICUS

(The International Journal of Arabic & Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: <http://habibiaislamicus.com>

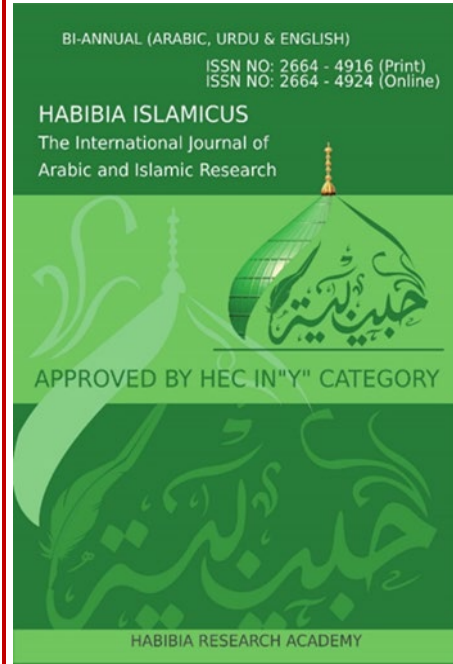
Approved by HEC in Y Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration
Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk,

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).



TOPIC:

THE BASIC CHARACTERISTICS OF ISLAMIC SOCIETY IN THE LIGHT OF QURAN AND HADITH

اسلامی معاشرے کے بنیادی اوصاف قرآن و حدیث کی روشنی میں

AUTHORS:

- 1- Muhammad Khalid Khan, Research Scholar, Department of Islamic Learning, Faculty of Islamic Studies, University Of Karachi, Email ID: khalidlodhi2021@gmail.com, Orcid ID: <https://orcid.org/0000-0002-8508-1190>
- 2- Dr. Nasiruddin, Associate Professor, Department of Usool-ud-din, Faculty of Islamic Studies, University Of Karachi, Email ID: nasiruddin@uok.edu.pk Orcid ID: <https://orcid.org/0000-0002-6510-3962>
- 3- Dr. Arif Mahmood Mustafai, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Faculty of Liberal Arts and Human Sciences, Zia-ud-Din University, Email ID: arif.mustafai@zu.edu.pk, Orcid ID: <https://orcid.org/0000-0002-3539-1473>

How to Cite: Khan, Muhammad Khalid, Nasir uddin, and Arif Mahmood Mustafai. 2021. "URDU 3 THE BASIC CHARACTERISTICS OF ISLAMIC SOCIETY IN THE LIGHT OF QURAN AND HADITH: اسلامی معاشرے کے بنیادی اوصاف قرآن و حدیث کی روشنی میں". *Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research)* 5 (4):29-44.

<https://doi.org/10.47720/hi.2021.0504u03>.

URL: <https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/246>

Vol. 5, No.4 || October –December2021 || P. 29-44

Published online: 2021-12-30

QR. Code



THE BASIC CHARACTERISTICS OF ISLAMIC SOCIETY IN THE LIGHT OF QURAN AND HADITH

اسلامی معاشرے کے بنیادی اوصاف قرآن و حدیث کی روشنی میں

Nasiruddin, Arif Mahmood Mustafaei, Muhammad Khalid Khan,

ABSTRACT:

Its not in human nature to live alone. He always needed people to live with him that leads towards starting the family system that helps to create the society. Islam, however, the final religion gave the principles to humanity for sustaining, creating, and establishing a sound society where the rules of Divinity may prevail. The Core principles for making this type of society is essence of religion to produce people who believe in existence of One almighty and the sense of answering Him after this worldly life and face the fate of their actions. For a believing person, it becomes easier to follow other necessary things for creating a peace full society. Likewise, the establishment of Nikkah Institution for the safety and fulfillment of very human desires that will help to enlarge the society volume. Rules regarding marriages, foods, business, and ethics are the core values that are emphasized in the Holy Quran to create a sound society under the commandments of Allah.

KEYWORDS: Religion, Islam, Society, humanity, Islamic society, social ethics.

تمہید: انسانی معاشرہ دنیا میں آج جس انداز میں موجود ہے یا اس کی جو بھی صورت ہے اس میں تاریخ انسانی کو بڑی اہمیت حاصل ہے معاشرے کی ابتداء میں تاریخ انسانی کا وجود ناگزیر ہے ہر انسان اور قوم کی اپنی تاریخ اور شناخت ہے اور یہ شناخت مذہب کی الگ اور فلسفیوں کی الگ ہے۔ اور ہر ایک اپنی شناخت کے ساتھ معاشرے کی ارتقائی منازل کو طے کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ معاشرہ کیا ہے اور انسان کا اس سے کیا تعلق ہے اور اس میں انسان کی کیا اہمیت ہے۔ اس عقدے کو اسطونے بہت آسان الفاظ میں حل کر دیا کہ ”انسان سماجی حیوان ہے“۔ حیوان کے اندر بہت سی چیزیں حیوانیت کے درجے میں رکھی گئی ہیں کبھی حیوانی غلبہ اپنے عروج پر ہوتا ہے اور کبھی درمیانی درجے اور کبھی بہت کم اب اس حیوانی جبلت کو متوازن رکھنے کے لئے حضرت انسان نے کچھ ضابطے اور قوانین بنائے اور ان قوانین کی درجہ بندی کے لئے عقل کو بنیاد بنا کر معاشرے کی اصلاح کی کوشش کی لیکن ایک مذہب کے ماننے والے کے لئے عقل کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی الہامی وحی بھی موجود ہے اور اس کی اہمیت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب وہ معاشرتی قوانین کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھتا ہے کہ وہ کون سے قواعد و ضوابط ہو سکتے ہیں کہ جس پر عمل کر کے انسان اپنے آپ کو متوازن رکھتے ہوئے معاشرتی حیوان سے اپنے اعلیٰ مقام کی طرف جاسکتا ہے۔ مذہبی بنیادوں پر اگر معاشرہ کا جائزہ لیں تو انبیاء کرام کی تاریخ اور سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرے کے توازن کو قائم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ جہاں جہاں معاشرہ بے اعتدالی کا شکار ہوا انبیوں اور رسولوں سے اس معاشرے کی اصلاح کا کام لیا گیا۔ کبھی کلی اور کبھی جزوی طور پر اور جب وہ ناقابل اصلاح ہوئے تو ان کو

عذاب و عتاب کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ معاشرے کی اصلاح و توازن کا سلسلہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت تک جاری رہا اور آپ ﷺ کے بعد یہ ساری ذمہ داری امت مسلمہ کی ٹھہری کہ وہ کس انداز سے اس معاشرے کی اصلاح کرے کہ جب ہماری پوری معاشرت کہ جسے دنیا گلوبل ویلج کہہ رہی ہے اس صورت میں معاشرے کی تشکیل اور ان روایات کو قائم کرنا جس میں معاشرے کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ اور اس کے لئے سب سے پہلے ہم انبیاء کرام کی تاریخ کا مطالعہ کریں گے بالخصوص حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی معاشرے میں فرد کی کیا حیثیت ہے اگر فرد غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے تو اسے آزاد کرنا معاشرے میں اچھا مقام دیا جائے اور اگر وہ معاشی زبوحالی کا شکار ہے تو اسے اس قابل بنایا جائے کہ وہ محنت مزدوری کر کے معاشرے میں دوسرے افراد کی طرح زندگی گزار سکے۔ انسانی معاشرے میں بنیادی فرد کی حیثیت کو تسلیم کرنا ہے۔ لیکن فرد اکیلا کچھ نہیں ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر علامہ اقبال نے کہا:

"فرد قائم ربط ملت سے ہے تہا کچھ نہیں" موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں"

اس سے معلوم ہوا کہ انسان اکیلا نہ رہ سکتا ہے اور نہ اس کی کوئی حیثیت ہے اس کی حیثیت ہمیشہ لوگوں سے تعلقات کی وجہ سے ہے اور اس کے بعد اس سے جڑے ان رشتوں سے ہے کہ جس کی بنیاد پر ایک معاشرہ وجود میں آتا ہے یعنی خاندان اور خاندان کی ابتداء مرد و عورت کے نکاح اور ازدواجی تعلقات سے ہوتی ہے۔ معاشرہ کے قیام میں بنیادی روایت مرد اور عورت کا تعلق ہے کہ جس بنا پر خاندان وجود میں آتے ہیں اور خاندان معاشرے کا وہ یونٹ ہے جس سے معاشرے کی روایات قائم ہیں۔ اب ہم معاشرے کا اسلامی جائزہ لیں گے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی معاشرہ کیا ہے۔

اسلامی معاشرہ قرآن و سنت کے تناظر میں: اسلامی معاشرہ ایک ایسا معاشرہ ہے۔ جہاں معاشرتی زندگی قرآن و سنت کے قائم کردہ زیریں اصول کے مطابق گزاری جائے۔ کی روشنی میں گزاری جائے قرآن کریم کی متعدد آیات مبارکہ معاشرتی زندگی کے اہم پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہیں۔ اسلامی معاشرہ اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک لفظ معاشرہ کو نہ سمجھا جائے۔ معاشرہ عربی لفظ ہے جس کا مادہ ع، ش، ر، یعنی عشر ہے۔ جس کا معنی انسانوں کا باہم مل جل کر رہنا ہے۔ یہ لفظ قرآن کریم میں ان ہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہی مادہ باب مفاعلہ سے عاشر یعاشر معاشرۃ سے مراد بھی باہم مل جل کر رہنا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”وعاشر وھن بالمعروف“ ترجمہ: اور زندگی بسر کرو اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے۔

اس کے بعد لفظ عشرہ جیسے عشرۃ الرجل سے مراد آدمی کے وہ رشتہ دار ہیں جو اس کے والد کی طرف سے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔ "قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واکھوانکم وازواجکم و عشیرتکم واموال ناقتہم وھو تجارتہم و تخشون

كسادهامساكن ترضونها احب اليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله فتربصوا حتى ياتي الله بامر ط والله لا يهدي القوم
الفسقين"

ترجمہ! (اے حبیب) آپ فرمائے اگر ہیں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے اس کے مندرے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں باپ، بیٹے، بیویاں، خاندان اور مال و زر کا ذکر ہوا ہے کہ جس کی طرف فطری میلان بالعموم ہوتا ہے اور معاشرتی تقاضے اس فطرت سے مطابقت رکھتے ہیں۔

معاشرت اور فطری تقاضے: معاشرتی زندگی کا جائزہ لیں تو تمام جاندار خواہ انسان ہوں یا جانور مل جل کر زندگی گزارتے ہیں اور ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہتے ہیں انسانوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر زندگی گزارنا نہایت مشکل اور ناممکن ہے۔ انسانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا ایک مضبوط اور مستحکم نظام کی بنیاد ہے۔ دنیا بھر کے لوگوں کا زندگی گزارنے کا انداز بالکل مختلف اور طرز معاشرت بالکل جدا ہے۔ اس کے باوجود دنیا بھر میں انسانی معاشروں کا پایا جانا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ معاشروں کا قیام انسانی فطرت کے لوازمات میں سے ہے۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے وہ نہ صرف فطرت کے تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے بلکہ ان کو نکھارتا اور سنوارتا ہے۔ جس کے نتیجے میں معاشرتی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔

معاشرتی زندگی کا آغاز: معاشرتی زندگی کا باقاعدہ آغاز مرد و عورت کے ازدواجی تعلقات سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش سے فرمائی پھر ان سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔ مختلف قبائل، رشتے ناٹے وجود میں آئے اور خاندان کی تشکیل ہوئی۔ خاندان کی تشکیل ایک انتہائی اہم مرحلہ ہے۔ کوئی انسانی معاشرہ کبھی بھی اس سے خالی نہیں رہا۔ کبھی کوئی ایسا انسانی معاشرہ وجود میں نہیں آیا جس میں خاندان کا ادارہ موجود نہ ہو اور خاندان کے بارے میں وہ تمام تقاضے موجود نہ ہوں جو انسان ہمیشہ سے پورے کرتا آیا ہے۔ کسی بھی انسانی معاشرے کی ترقی اور کامیابی کے لئے جہاں فرد کا معیاری اور مثالی ہونا ضروری ہے وہاں مثالی خاندان کا وجود بھی انتہائی ضروری ہے، اگر خاندان ان مثالی بنیادوں پر قائم ہو جو شریعت کا مقصود ہے تو مسلم معاشرہ وجود میں آتا ہے جس کا قیام اسلام کی اولین ترجیحات میں سے ہے۔

اسلامی شریعت نے اسی وجہ سے فرد کے بعد سب سے زیادہ اہمیت خاندان کو دی ہے، قرآن مجید کی آیات احکام، قوانین، حقوق و فرائض، والدین اور میاں بیوی کے حقوق کی آیات قرآنی پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہے کہ خاندان کی تشکیل اور خاندان کے حقوق و فرائض پر شریعت نے کس قدر زور دیا ہے۔ خاندان کی اس بنیادی اہمیت کے ساتھ یہ بھی انتہائی اہم ہے کہ خاندان کا ادارہ قدیم ترین انسانی ادارہ ہے۔ قدیم ترین انسانی معاشرہ خاندان کے تصور پر قائم تھا یہ بات قطعی ہے کہ قبیلہ کی تشکیل خاندانوں سے ہوئی ہے لہذا ریاست کا آغاز خاندان سے ہوا ہے۔ پس خاندان ہر معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ ادارہ خاندان کی اسی اہمیت کے پیش نظر مفکرین اسلام نے اس کو انسانی معاشرے کا سب سے پہلا اور اہم فطری یونٹ قرار دیا۔ ”شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے انسانی معاشروں کی تشکیل اور آغاز و ارتقاء کے موضوع پر انتہائی عمیق اور بالغ نظر گفتگو کی ہے۔ وہ خاندان کی تشکیل و ابتداء کو ابتدائی انسانی معاشرے کے لازمی تقاضوں کا ایک حصہ قرار دیتے ہیں کہ جب انسانی معاشرہ اپنے بالکل آغاز میں ہوتا ہے۔ جسے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مخصوص اصطلاح میں ارتقائی اول سے یاد کرتے ہیں تو جہاں اس معاشرے کو کھانے پینے کی انتہائی بنیادی ضرورتوں کا بندوبست کرنا پڑتا ہے وہاں خاندان کی تشکیل اور اس کے ضروری تقاضے بھی انجام دینے پڑتے ہیں۔ گویا جس طرح زراعت، آبپاشی، مویشی پالنا، ضروری لین دین ابتداء سے انسانی معاشروں میں لازمی عنصر کی حیثیت سے شامل رہے ہیں تو اسی طرح خاندان کی تشکیل اور شادی کا ادارہ بھی موجود رہا ہے۔“

خاندان کی بنیاد اس تعلق پر قائم ہے جو ایک مرد اور عورت کے درمیان قائم ہوتا ہے جس کو شادی یا نکاح کے تعلق سے یاد کیا جاتا ہے۔ عقد نکاح اور رشتہ ازدواج کو اسلام نے بہت اہمیت دی ہے۔ خاندان، قوم اور قبیلہ سے معاشرہ وجود میں آتا ہے اور پھر باقاعدہ معاشرتی، تمدنی اور سیاسی زندگی کا آغاز اسلامی معاشرے کی بنیادوں پر ہوتا ہے۔

اسلامی معاشرے کی بنیادیں: اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسلام کی معاشرتی بنیادوں کو مختلف مقامات پر بیان فرمایا۔

جیسا کہ "والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولئک سیر حمہم اللہ ان اللہ عزیز حکیم"

ترجمہ! نیز مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں حکم کرتے ہیں نیکی کا اور روکتے ہیں برائی سے اور صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی یہی لوگ ہیں جن پر ضرور رحم فرمائے گا اللہ تعالیٰ بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اسلامی معاشرے کی چند اہم بنیادیں بیان ہوئی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) ایمان: اسلامی معاشرے کی اہم اور بنیادی اساس ایمان ہے: ایمان اور اس کی تمام تفصیلات قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں بکثرت موجود ہیں۔ بنیادی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ، عقیدہ توحید ہے، توحید سے مراد اللہ تعالیٰ کو واحد اور یکتا ماننا، اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے اور اس کا اقرار زبان سے کرنے کے علاوہ دل سے اس پر یقین کرنے کو توحید کہا جاتا ہے اور یہی عقیدہ یا یقین انسان کو زندگی کی اصل منزل اور حقیقی کامیابی تک پہنچانے والا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ انسانوں کی اصلاح کی ابتداء اس کی بنیاد سے کرے اس لئے عمل صالح اور نیک کاموں سے پہلے وہ ایمان کی بنیاد کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ اگر بنیاد مضبوط، صحیح اور سیدھی نہ ہوئی تو اس پر بنائی ہوئی عمارت ٹیڑھی اور کمزور ہوگی اس سبب سے اسلام کے نزدیک — "عقائد" صحیح نہ ہو اور نیک اعمال اور پسندیدہ کاموں کے ساتھ ایمان نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے ایمان اور بیکار ہے۔ غرض کہ ایمان کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام اسماء و صفات کے ساتھ ماننا، اس کے تمام ملائکہ، نبیوں، رسولوں اور اس کی طرف سے نازل کردہ تمام آسمانی کتابوں، حساب کتاب، اچھی بری تقدیر، دوبارہ اٹھنے اور جزا و سزا کے دن پر ایمان لانا ایمان کہلاتا ہے۔ ایمان انسانی زندگی کے ہر پہلو اور ہر عمل میں نظر آنا چاہیے۔

(۲) اہل ایمان کا ایک دوسرے کی مدد کرنا: اسلامی معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و امداد کا درس جس قدر اسلام نے دیا ہے کسی اور مذہب میں اس شد و مد کے ساتھ نہیں ملتا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے اپنے مسلمان بھائی کی مدد کی جائے۔ اس میں رنگ و نسل اور قوم قبیلے کی کوئی تفریق نہیں، مدد کا انحصار صرف مالی مدد تک محدود نہیں بلکہ علم و فن، معاشرتی اور اخلاقی معاونت بھی شامل ہونی چاہیے۔ اچھائی کے تمام امور میں بحیثیت مسلمان اور اچھے شہری کے ناطے ہر ممکن تعاون ضروری ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "تعاونو علی البر والتقویٰ ولا تعاونو علی الاثم والعدوان"

ترجمہ: ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں اور باہم مدد نہ کرو گناہ اور زیادتی پر۔

اس آیت مبارکہ میں اسلامی معاشرے کا ایک خوبصورت اصول سکھایا گیا ہے کہ آپس کے تعلقات کو مضبوط رکھنے کے لئے ہر نیکی اور بھلائی میں تعاون نہایت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "ولما ورد ماء مدین وجد علیہ امة من الناس یسقون و وجد من دونہم امراتین تذوذن قال ما خطبکم قالتا لانسقی حتی یصدر الرعاء و ابونا شیخ کبیر فسقی لہما ثم تولى الی الظل فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر"

ترجمہ: اور جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں پر لوگوں کا ایک انبوہ ہے جو اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہا ہے۔ اور دیکھیں اس انبوہ سے الگ تھلگ دو عورتیں اپنے ریوڑ کو روکے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا تم کیوں اس حال میں کھڑی ہو۔ ان دونوں نے کہا ہم نہیں پلا سکتیں جب تک چرواہے اپنے مویشیوں کو لے کر واپس نہ چلے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں۔ تو آپؐ نے پانی پلا دیا ان کے ریوڑ کو پھر لوٹ کر سایہ کی طرف آگئے اور عرض کرنے لگے میرے مالک! واقعی میں اس خیر و برکت کا جو تو نے میری طرف اتاری ہے محتاج ہوں۔ مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی کے دکھ درد اور پریشانی کے وقت کام آنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت بھی ہے اور رحمت الہی کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے "عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، قال من نفس عن مومن کربة من کرب الدنیا نفس اللہ عنہ کربة من کرب یوم القیامة ومن یسر علی معسر یسر اللہ علیہ فی الدنیا والاخرۃ، ومن ستر مسلما سترہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه"

ترجمہ! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی کوئی دنیاوی تکلیف دور کریگا، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی مشکلات میں سے کوئی ایک مشکل حل کریگا، جو شخص دنیا میں کسی تنگ دست کے لئے آسانی پیدا کریگا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے لئے آسانی پیدا فرمائے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کریگا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ (اس وقت تک) اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا "عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ: عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم: قال من قضی لایخہ المومن حاجة کان کمن خدم اللہ عمرہ"

ترجمہ: ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنی پوری زندگی صرف کر دی (یعنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت و نصرت میں لگا دی)۔

مذکورہ بالا دونوں احادیث مبارکہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد اور نصرت اور ہر طرح سے اس کی پریشانی کو دور کرنے، اذیت سے بچانے اور ان کے عیوب پر پردہ ڈالنے کی بھرپور کوشش کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ غرض ایک مسلمان بھائی کی جائز ضرورت کو ہر ممکن طریقے سے پورا

کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے بلکہ بعض اوقات تو اپنی ضروریات کو روک کر دوسروں کی ضروریات کو پورا کرنے کا بھی حکم دیا گیا اور اس کو ایمان کا اعلیٰ درجہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"

ترجمہ! اور ترجیح دیتے ہیں (انہیں) اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو۔

(۳) امر بالمعروف: اسلامی معاشرے کی اہم بنیادوں میں دوسری اہم بنیاد امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے۔ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بار بار ذکر اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ معاشرے میں جو لوگوں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ اچھائی کا حکم دینا اور برے کاموں سے روکنا ہے۔

معاشرے میں قائم کردہ تمام اصول و ضوابط میں سے اہم اصول معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا اور پر امن بنانا ہے اور اس کے لئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا پیغام بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: "تَامُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" ترجمہ: تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے۔

اس آیت میں اسلامی معاشرے کی جو بنیادی خصوصیت بیان کی گئی وہ نیک کام کرنے کا حکم دینا اور برے کام سے روکنا ہے۔ امت مسلمہ کو جو خیر امت کا تاج پہنایا گیا ہے اس کی بنیادی وجہ معاشرے میں اچھے کاموں کے لئے لوگوں کو ترغیب و حکم دینا اور برے کاموں سے لوگوں کو بچانا نہایت اہم امر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: مَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ قَبْلَ أَنْ تَدْعُونِي فَلَا جِجِيكُمْ، وَتَسْأَلُونِي فَلَا أُعْطِيكُمْ، وَتَسْتَنْصِرُونِي فَلَا أَنْصُرْ لَكُمْ"

ترجمہ! اے لوگو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اچھی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے منع کرو! قبل اس کے کہ تم کو پکارو اور میں نہ بولوں، تم مانگوں اور میں نہ دوں، تم مغفرت چاہو اور میں مغفرت نہ کروں، (یعنی اگر تم نے امر بالمعروف کا فرض ادا نہ کیا تو میں اپنا رشتہ تم سے کاٹ لوں گا) اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حق کا طالب رہے اور اسلامی معاشرے کے وقار کو بلند کرنے کے لئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فرض ادا کرتا رہے۔ اسلامی معاشرے میں کسی کو اجازت نہیں کہ جو چاہے کرتا پھرے اسلامی معاشرے میں اچھائی اور برائی کی اقدار طے ہیں کسی کو حق حاصل نہیں کہ اسلامی اقدار اور شعائر اسلام میں کسی قسم کی تنقیص کی جائے اسلامی معاشرے میں ہر فرد اپنی ذمہ داری کا حق ادا کرے۔ معاشرے کو اسلامی اقدار کے سانچے میں ڈھالنے کی جس قدر ممکن کوشش ہو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ذریعے پوری کرے۔ اگر معاشرے میں ایسے لوگ موجود نہ ہوں جن کا کام ہی اسلام کے حکیمانہ انداز سے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا اور دین اسلام کی بقاء کے لئے شب و روز علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ حاصل کرنا اور جن کا ظاہر و باطن سیرت و کردار رسول ﷺ کا

منظر کامل ہونا ہی لوگوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر اسلام و ایمان کی روشنی سے سرفراز کرتا ہے اور اس کیلئے امت میں ایک جماعت امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا پیغام عام کرتی ہے تاکہ معاشرہ ہر طرح کے بگاڑ اور برائی سے بچا رہے۔

(۴) اقامت الصلوٰۃ: اسلامی معاشرے میں تیسری اہم خصوصیت نماز قائم کرنا ہے۔ نماز فارسی زبان کا لفظ ہے۔ عربی زبان اور قرآن و حدیث میں اس کے لئے لفظ "صلوٰۃ" آیا ہے۔ عربی زبان میں لفظ صلوٰۃ کے کئی معانی ہیں مگر جو معانی نماز کے حقیقی تصور سے قریب تر ہیں وہ دعا رحمت، استغفار، تسبیح اور اچھی تعریف کرنا۔ اصطلاح شریعت میں نماز مخصوص ارکان پر مشتمل مقررہ اسلامی طریقہ عبادت کا نام ہے۔ نماز کے لفظی معنی کے اعتبار سے نماز کی ہیئت اور طریقہ ادائیگی نماز کو شامل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک، کفر و اسلام کے درمیان فرق کرنے والی، عبادات کا تاج، دین کا ستون، تحفہ معراج اور دنیا کے تمام مذاہب سے ممتاز کرنے والی عبادت کو نماز کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں تقریباً چورانوے بار نماز کا ذکر اس کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر آیا ہے حالانکہ صرف ایک بار ہی اس کی فرضیت کا حکم کافی تھا لیکن جو بات یا عمل اہم ہو اس کا ذکر بار بار کیا جاتا ہے اور اس عمل کو بار بار دہرایا جاتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "واقیموا الصلوٰۃ"

ترجمہ! اور صحیح ادا کرو نماز۔

کہیں نماز کو مقررہ وقت پر ادا کرنے کے لئے فرمایا! "ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا" ترجمہ! بے شک نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اپنے اپنے مقررہ وقت پر۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی نماز کو قائم کرنے کی بہت تاکید آئی ہے۔ گویا نماز کو قائم کرنا دین کو قائم کرنا ہے۔ جیسا کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

"الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین"

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم کیا اس نے گویا دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ڈھایا اس نے گویا دین کو ڈھادیا۔ نماز قائم کرنا اپنے اندر اس قدر فوائد و نتائج رکھتا ہے کہ جس سے پوری زندگی سنور جاتی ہے۔ اس فرض کی ادائیگی سے انسان میں یقین محکم، احساس ذمہ داری، فرض شناسی، پابندی وقت، ضبط نفس، قوت ارادی، اعلیٰ تنظیم، احساس مساوات، اطاعت امیر وغیرہ ایسے اعلیٰ اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں جس سے وہ اپنے معاشرے میں عمدہ شہری، اعلیٰ ہمسایہ، مخلص دوست، بہترین کنبہ پرور اور ملت کا وفادار خادم بن جاتا ہے۔ لیکن یہ تب ہی ممکن ہے جب ایک شخص پورے شعور اور احساس کے ساتھ نماز ادا کرے۔

(۵) ادائیگی زکوٰۃ: زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ زکوٰۃ کے لفظی معنی نشوونما پانا، بڑھنا اور پاک ہونا ہے۔ جو انسان زکوٰۃ ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نہ صرف اپنے مال کو پاک کر لیتا ہے بلکہ اس کے ذریعے اپنے دل کو بھی دولت کی ہوس سے پاک کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم موجود ہے جبکہ کسی رکن کی فرضیت کے لئے قرآن کریم میں ایک مرتبہ حکم دے دینا ہی کافی تھا لیکن اس کی اہمیت، ضرورت اور عملیت کی وجہ سے بار بار اس کی ادائیگی کا حکم ہمیں قرآن کریم میں ملتا ہے جیسے۔ "واقیمو الصلوٰۃ" ترجمہ: اور صحیح ادا کرو نماز۔

دوسرے مقام پر فرمایا "واقیمو الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ لہم اجرہم عند ربہم"

ترجمہ: اور صحیح ادا کرتے رہے نماز کو اور دیتے رہے زکوٰۃ کو ان کے لئے ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں نماز کو قائم کرنا اور زکوٰۃ کو ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین اجر کا وعدہ ہے۔ انسان جب تک دولت کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور اسی کے حکم پر اپنی دولت کو قربان کرتا ہے تو ادائیگی زکوٰۃ اسے یہ بھی یاد دلاتی ہے کہ جو دولت وہ کماتا ہے درحقیقت وہ اس کی ملکیت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت ہے۔ یہ احساس اسے معاشی بے اعتمادی اور بے راہروی سے بچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معاشی نظام میں زکوٰۃ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ”معاشی معاملہ ت دین کا اہم حصہ ہیں“

جب انسان دولت جیسی نعمت اللہ تعالیٰ کے حکم پر قربان کرتا ہے، تو اللہ اس کے اس ایثار کی قدر کرتے ہوئے اس قربان شدہ مال کو اپنے ذمے قرض قرار دیتا ہے اور وعدہ فرماتا ہے کہ بندے کا یہ قرض وہ کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "ان تقرضوا اللہ قرضا حسنا یضعفہ لکم ویغفر لکم طو اللہ شکور حلیم"

ترجمہ: اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو تو وہ اسے کئی گنا کر دے گا تمہارے لئے اور بخش دے گا تمہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان (اور) بہت حلم والا ہے۔

اس کے مقابلے میں وہ لوگ جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اپنے مال کو عزیز جانتے ہیں ان کیلئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقو نہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم"

ترجمہ: اور جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اسے اللہ کی راہ میں تو انہیں خوشخبری سنا دیجئے دردناک عذاب کی۔

ان آیات کی رو سے زکوٰۃ کی ادائیگی انسان کیلئے آخرت کی نعمتوں کے حصول اور عذاب جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے۔

اسلامی معاشرے میں قیام امن اور پُر امن معاشرے کی بقاء کیلئے نظام زکوٰۃ کا پایا جانا اس قدر ضروری ہے کہ جس قدر نظام صلوٰۃ کا پایا جانا ضروری ہے۔ معاشرے سے غربت کے خاتمے کیلئے نظام زکوٰۃ ناگزیر ہے۔ اسلام کا معاشرتی، معاشی، سیاسی، خاندانی اور روحانی نظام جہاں عبادات کے ذریعے مضبوط ہوتا ہے وہیں زکوٰۃ کی ادائیگی سے، مضبوط ہوتا ہے جو مالی عبادات کا سرچشمہ ہے۔

زکوٰۃ کے مقاصد و فوائد میں تزکیہ نفس، خرچ کرنے کا جذبہ، غربت و افلاس کا خاتمہ، باہمی مدد و تعاون اور مثالی معاشرہ کا قیام اتباع رسول کے بغیر ناممکن ہے۔

رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری: اطاعت کا لغوی معنی ہے فرمانبرداری، حکم کی تعمیل کرنا، نقش قدم پر چلنا اصطلاح دین میں حضور اکرم ﷺ کی اطاعت سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین پر عمل کر کے رضائے الہی حاصل کرنا اور اپنی عاقبت کو سنوارنا ہے۔ اطاعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اطاعت ظاہری مثلاً جیسا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ویسا عمل کر کے دکھایا مثلاً نماز کا حکم ہوا تو نماز کیسے، کس طرح اور کتنی رکعتیں ادا کرنی ہیں پڑھ کر دکھایا ظاہری اطاعت ہوئی مگر یہ عمل دل اور محبت سے نہ کیا تو ظاہری اطاعت، اطاعت نہ رہی بلکہ اطاعت وہ ہے جس میں ظاہری عمل کے پیچھے دلی چاہت اور قلبی میلان ضرور پایا جاتا ہو اسی مقصد کو قرآن کریم اس طرح بیان فرماتا ہے۔ "فلا وربک لا يؤمنون حتیٰ يحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً"

ترجمہ! پس (اے مصطفیٰ) تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں تنگی اس سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور تسلیم کر لیں دل و جان سے۔

اس آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ہر حکم کو دل سے تسلیم کرنا پورے ایمان کی نشانی ہے جبکہ اس پر اعتراض کرنا یا تنگ دلی کا مظاہرہ کرنا ایمان کی کمزوری ہے بلکہ اپنے اعمال کو ضائع کرنا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "یا ایہا الذین امنوا طیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم"

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (مکرم) کی اور نہ ضائع کرو اپنے عملوں کو۔

یعنی اگر مکمل اطاعت اور خود سپردگی نہ ہو تو اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اس لیے نبی اکرم ﷺ کی اطاعت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر حکم اور ہر ہدایت کے لئے انبیاء کرام مبعوث فرمائے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے ان کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کرے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ"

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ضروری ہے اور حقیقت یہ ہے کہ رسول ﷺ کی اطاعت اصل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جسے قرآن کریم اس انداز سے بیان فرماتا ہے۔ "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم"

ترجمہ: آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں واضح پیغام موجود ہے کہ میری اتباع کرنے پر بڑا انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے نہ صرف محبت کرے گا بلکہ تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا۔ اطاعت اور نافرمانی کی وضاحت کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کل امتی یدخلون الجنة الا من ابی قالو یا رسول اللہ ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی"

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا ہر امتی جنت میں جائے گا سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ عرض کیا گیا کہ انکار کرنے والا شخص کون ہو گا؟ ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی گویا کہ وہ انکار کرنے والا ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام ایمان کی جان ہے۔ جس طرح عقیدہ توحید کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی رسالت پر ایمان لا کر آپ ﷺ کے احکامات کی اطاعت بھی فرض ہے حضور اکرم ﷺ کی شخصیت اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ امت مسلمہ اور کل انسانیت کے لئے مرکزی اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی کے ذریعے ہم تک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور شریعت پہنچی ہے گویا کہ آپ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

اسلامی معاشرے کے استحکام کی ضرورت: اسلامی معاشرے کی ابتدائی اکائی میاں بیوی ہیں۔ میاں بیوی کے تعلق کو قرآن کریم میں بہت خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے اور ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کو ایک دوسرے پر واضح کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمان الہی ہے۔ "ولهن مثل الذي عليهن بالمعروف وللرجال عليهن درجة ط والله عزيز حكيم"

ترجمہ: اور ان کے بھی حقوق ہیں (مردوں پر) جیسے مردوں کے حقوق ہیں ان پر دستور کے مطابق البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عزت والا حکمت والا ہے۔

آیت مذکورہ میں میاں بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق دستور کے مطابق، معاشرتی ہمواریوں کو سامنے رکھ کر بیان کئے گئے ہیں کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ باہمی محبت و تعاون کا رشتہ کس قدر ایک معاشرے میں ضروری ہے کہ اگر میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ ہو تو ایک گھر آباد نہیں ہو سکتا۔

حضور اکرم ﷺ بھی ازواج مطہرات کے ساتھ گھر کے کام کاج میں مدد کیا کرتے تھے۔

اسلامی معاشرے کے مضبوط استحکام میں والدین، رشتہ دار، پڑوسی، دوست احباب، اساتذہ، طلباء و طالبات، مزدور غرض ہر طبقہ کے افراد کا بڑا کردار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد سب سے زیادہ حقوق والدین کے ارشاد فرمائے ہیں۔ "وقضى ربك ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا"

ترجمہ: اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو بجز اس کے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

اگر اولاد اپنے والدین کی تعظیم نہ کرے، ان کی خدمت اور احکام کی بجا آوری نہ کرے تو گھر کا چھوٹا سا معاشرہ اور اس کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اسی لئے قرآن کریم نے والدین اور اولاد کے حقوق و فرائض متعین کر کے باہمی مدد و تعاون کی صورتوں کو متعین فرمادیا ہے۔ والدین کے ذریعہ اولاد کا تعلق ان کے رشتہ داروں سے قائم ہو جاتا ہے۔ قرآنی تعلیمات کی رو سے ایک انسان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ رشتہ داروں سے قطع تعلق کر کے ان کے دکھ درد میں شریک نہ ہو یہ خود غرضی اور قطع رحمی ہے اسلام میں اس کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "واتقوا الله الذي تساءلون به والارحام" ترجمہ: اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے وہ اللہ مانگتے ہو تم ایک دوسرے سے (اپنے حقوق) جس کے واسطے سے اور (ڈرو) رحموں (کے قطع کرنے سے)۔

احادیث مبارکہ میں بھی بکثرت رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید آئی ہے۔ "عن ابی ایوب قال جاء رجل الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال دانی علی عمل اعمله یدینی من الجنة ویباعدنی من النار قال تعبد اللہ لا تشرك به شیئا و تقیم الصلاة و توتی الذکاة و تصل زارحمک فلما ادبر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان تمسک بما امر به دخل الجنة"

حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کر دے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، نماز پوری طرح ادا کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ داروں کا حق ادا کرو۔ اگر تم اس کو مضبوطی سے تھام لو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ تو جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اسی طرح عمر میں برکت اور روزی میں وسعت کا سبب بھی رشتہ داروں سے حسن سلوک کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: "عن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول من سره ان یبسط له رزقه او ینسأله فی اثره فلیصل رحمہ"

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اسکی روزی میں وسعت اور اسکی عمر میں برکت ہو تو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

رشتہ داروں سے حسن سلوک بڑھ کر پڑوسیوں تک آتا ہے اور پڑوسیوں کے حقوق بھی قرآن کریم میں بیان ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل"

ترجمہ: اور پڑوسی جو رشتہ دار ہے اور پڑوسی جو رشتہ دار نہیں اور ہم مجلس اور مسافر۔

اس آیت مبارکہ میں معروف ہمسایہ کے علاوہ ایک اور مخصوص ہمسایہ کا تعارف کرایا گیا ہے اور وہ شخص ہمارے پڑوس میں نہیں رہتا مگر اکثر ہمارے ساتھ سفر میں، دفتر میں، کلاس میں مسجد میں غرض ہمارے محلے میں ہمارے ساتھ رہتا ہے ان سب کی مدد اور تعاون کا حکم اس آیت میں موجود ہے۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عن ابی عبد اللہ ابن عمرو، عن النبی ﷺ قال: خیر الاصحاب عند اللہ خیر ہم لصاحبہ وخیر الجیران عند اللہ خیر ہم لجارہ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہے اور پڑوسیوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہے۔

دوسری حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قال رسول اللہ ﷺ ما امنی من بات شعبان و جارہ جائع الی جنبہ و هو یعلم بہ۔

ترجمہ: وہ مومن نہیں جو خود سیر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔

ہمارے معاشرے میں ایک طبقہ احساس محرومی کے شکار ان افراد کا ہے جو کسی نہ کسی سبب کسی زیادتی کا شکار ہوئے۔ اسلامی معاشرے میں کون مسلمان ہے جو اس حقیقت سے آگاہ نہ ہو کہ اسلام نے یتیموں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق پر بہت زور دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیمًا و اسیرًا"

ترجمہ: اور جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین و یتیم اور قیدی کو۔

ان کی تیسری خوبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے باعث اس کی حاجت مند مخلوق کی ضرورتوں کو اپنی ضرورتوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ حاجت مندوں کی فہرست اگرچہ طویل ہے ان میں سے تین اہم اقسام کا ذکر کر دیا۔ اگر کوئی بھوکا، کوئی یتیم یا کوئی قیدی ان کے دروازے پر آکر دستک دے تو وہ اسے دھتکارتے نہیں بلکہ اس کو کھانے کھلا کر رخصت کرتے ہیں۔ مکہ کے مادہ پرستانہ ماحول میں اس قسم کی فقرہ پر جو گزرتی ہوگی وہ کسی سے مخفی نہیں۔ غریبوں اور مسکینوں سے ان کی نفرت اظہر من الشمس تھی۔ حضور ﷺ کے پاس اگر غریب لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے تو مشرکین اس محفل میں بیٹھنا اپنے لئے باعث ہتک سمجھتے تھے۔ جو لوگ اس قسم کے غرباء و فقرہ پر احسان کیا کرتے اللہ

تعالیٰ ان کی عزت افزائی کر رہے ہیں تاکہ دوسروں لوگوں کے دلوں میں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کا شوق پیدا ہو تاکہ اسلامی معاشرے میں کوئی مسکین، کوئی یتیم اور کوئی اسیر ایسا نہ ہو جو رات کو بھوکا سوئے۔

اور وہ لوگ جو ان نیکیوں سے محروم اور یتیموں کی پرواہ نہیں کرتے ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "کلاب لا تکرمون الیتیم ولا تحضون علی طعام المسکین"

ترجمہ: ایسا نہیں ہے بلکہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور نہ تم ترغیب دیتے ہو مسکین کو کھانا کھلانے کی۔ یہاں صرف یتیموں کو کھانا کھانا ہی مقصود نہیں بلکہ یتیم کی پوری طرح مدد کرنا تاکہ وہ معاشرہ کا ایک ذمہ دار شہری اور معزز فرد بن جائے۔ معاشرے کے ان مخصوص افراد کے علاوہ غریب، مسکین اور محتاجوں کی مدد کرنا اسلامی تعلیمات کا اہم حصہ ہے۔ اور یہ مدد صرف اسلامی اخوت کے رشتہ کے ساتھ منسلک نہیں بلکہ تمام انسانی برادری کے لئے عام ہے اور اسی پہلو کے نتیجے میں ایک معاشرہ اسلامی معاشرہ بن جاتا ہے۔

حوالہ جات:

- ۱۔ (پارہ ۴، سورۃ النساء آیت نمبر ۱۹، ضیاء القرآن جلد ۱، صفحہ ۳۳۰، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۲۔ (پارہ ۱۰، سورۃ توبہ آیت نمبر ۲۴، ضیاء القرآن جلد ۲، صفحہ ۱۸۹، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۳۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ صفحہ ۱۳۲)
- ۴۔ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ آیت نمبر ۷۱، ضیاء القرآن جلد ۲، صفحہ ۲۳۱، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۵۔ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲، ضیاء القرآن جلد ۱، صفحہ ۴۳۷، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۶۔ (پارہ ۲۰، سورۃ القصص آیت نمبر ۲۳-۲۴، ضیاء القرآن جلد ۳، صفحہ ۴۸۴، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۷۔ (شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی، جلد ۷، حدیث ۶۷۲۸، صفحہ ۷۴، فرید بک اسٹال لاہور)۔
- ۸۔ (مسند اسحاق بن راہویہ، ابویعقوب اسحاق، حدیث ۳۹۹، مکتبہ الایمان، المدینہ المنورہ)
- ۹۔ (پارہ ۲۸، سورۃ الحشر آیت نمبر ۹، ضیاء القرآن جلد ۵، صفحہ ۱۷۴، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۱۰۔ (پارہ ۴، سورۃ ال عمران- ۱۱۰، ضیاء القرآن جلد ۱ صفحہ ۳۶۳، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۱۱۔ (المعجم الاوسط، سلیمان بن احمد بن ایوب، ۶/۳۷۷، دار الحرمین قاہرہ)
- ۱۲۔ (پارہ نمبر ۱، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴۳، ضیاء القرآن جلد ۱ صفحہ ۵۲، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۱۳۔ (پارہ نمبر ۵، سورۃ النساء نمبر ۱۰۳، ضیاء القرآن جلد ۱، صفحہ ۳۸۴، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۱۴۔ (کبیری غنیۃ المستملی فی شرح فہم المصلیٰ المعروف بالجلی الکبیری، علامہ الشیخ ابراہیم الحللی مکتبہ نعمانیہ کانسو روڈ کوئٹہ صفحہ نمبر ۱۰، سن ندارد)

- ۱۵۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴۳، ضیاء القرآن جلد ۱ صفحہ ۵۲، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۱۶۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۷۷، ضیاء القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۹۵، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۱۷۔ (سورۃ التغابن آیت نمبر ۱، ضیاء القرآن جلد ۵، صفحہ ۲۶۹، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۱۸۔ (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳۴، ضیاء القرآن جلد ۲، صفحہ ۱۹۹، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۱۹۔ (پارہ نمبر ۵، سورۃ النساء آیت نمبر ۶۵، ضیاء القرآن جلد ۱، صفحہ ۳۶۰، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۲۰۔ (پارہ ۲۶، سورۃ محمد آیت نمبر ۳۳، ضیاء القرآن جلد ۴، صفحہ ۵۱۹، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۲۱۔ (فیض القدير، شرح جامع الصغير، زين الدين محمد، حديث ۸۶۴۲، المكتبة التجارية الكبرى، مصر)
- ۲۲۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء آیت نمبر ۶۴، ضیاء القرآن جلد ۱، صفحہ ۳۵۹، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۲۳۔ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱، ضیاء القرآن جلد ۱، صفحہ ۲۲۲، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۲۴۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۲۸، ضیاء القرآن جلد ۱، صفحہ ۱۵۶، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۲۵۔ (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳، ضیاء القرآن جلد ۲، صفحہ ۶۵۰، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۲۶۔ (پارہ ۴، سورۃ النساء آیت نمبر ۱، ضیاء القرآن جلد ۱، صفحہ ۳۱۵، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۲۷۔ (صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، جلد ۱ حدیث ۱۳، صفحہ ۴۳)
- ۲۸۔ (شرح صحیح مسلم، جلد ۷، حدیث ۶۴۰۰، صفحہ ۹۵)
- ۲۹۔ (ضیاء القرآن جلد ۱، صفحہ ۳۴۴، پیر کرم شاہ الازہری، پارہ ۵، سورۃ النساء آیت نمبر ۳۶)
- ۳۰۔ (صحیح ابن خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق، حدیث ۲۵۳۹، المكتبة الاسلامی بیروت)
- ۳۱۔ (المعجم الكبير، امام الطبرانی جلد ۱ حدیث ۲۳۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت)
- ۳۲۔ (پارہ ۲۹، سورۃ الدھر آیت نمبر ۸، ضیاء القرآن جلد ۵، صفحہ ۴۴۴، پیر کرم شاہ الازہری)
- ۳۳۔ (تفسیر ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ الازہری، جلد ۵، صفحہ ۴۴۴، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور ۱۹۷۸)
- ۳۴۔ (پارہ ۳۰، سورۃ فجر آیت نمبر ۱۷-۱۸، ضیاء القرآن جلد ۵، صفحہ ۵۵۹، پیر کرم شاہ الازہری)



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).